حسین نے جو بات اپنے جذبات کے اظہار کی شکل میں کہی ہے ان کا اور ان کی حکومت کا فرض ہے کہ اسے عملاً نافذ کرے۔ یہ دراندازی امریکہ کے لیے بھی بہت مہنگی پڑے گی اور اس سے اس کے خلاف نفرت کے شعلے اور بھی بلند ہوں گے۔

تیسری بات کا تعلق ہماری پولیس اور ایجنسیوں کے رویے اور طریق واردات سے ہے۔ اگر کسی فرد سے پوچھ گچھ کرنا بھی ہے تو یہ کام ایک شائستہ انداز میں بھی ہو سکتا ہے۔ قانون کے تقاضے پورے ہونے چاہییں۔ دن کے وقت آپ کے افسر متعلقہ اشخاص سے ربط قائم کر سکتے ہیں اور ضروری معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ آدھی رات کو سوتے ہوئے افراد پر حملہ آور ہوا جائے۔ سیدھے سیدھے ربط قائم کرنے کی بجائے دروازے توڑنے (gate crash) کا راستہ اختیار کیا جائے۔ بدتمیزی اور بے تہذیبی کا ہر حربہ استعمال ہو۔ بچے اور بوڑھے میں تمیز نہ ہو۔ چور ڈاکو اور مہذب شہریوں میں فرق نہ کیا جائے۔ یہ سارے ہتھکنڈے کسی بھی مہذب معاشرے میں ایک لمحے کے لیے قابلِ برداشت نہیں۔

اسی طرح پولیس کا یہ رویہ کہ جھوٹی ایف آئی آر درج کی جائیں' اپنی ہر زیادتی کے لیے بطور بہانہ مقابلہ اور مزاحمت کی داستانیں گھڑی جائیں--- یہ کھیل ۵۰ سال سے کھیلا جا رہا ہے' اب اسے ختم ہونا چاہیے۔

نہ صرف پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلی اور اس کا نوٹس لینا چاہیے بلکہ شہریوں کی تنظیموں کو بھی ان مسائل کو اٹھانا چاہیے اور سب کی عزت و تحفظ کے لیے مناسب ضابطۂ کار تسلیم کرائے اور نافذ کرائے جانے چاہییں۔

ایک کا سو' لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات!

سود کے بارے میں ایک تصور یہ بھی ہے کہ ماضی کے ساہوکاری نظام میں تو یہ ظلم کا آلہ تھا مگر آج کے جدید بنک کاری نظام میں یہ خیر ہی خیر کا باعث ہے۔ اگر گہرائی میں جا کر موجودہ نظام کا مطالعہ کیا جائے تو سود آج بھی اسی طرح آلۂ ظلم ہے جس طرح ماضی کے ادوار میں رہا

ہے۔ اس کا اندازہ انگلستان کے ایک تحقیقی ادارے Jubilee Research کی ایک تازہ رپورٹ سے کیا جا سکتا ہے جو ترقی پذیر ملکوں کے سودی قرضوں کے بارے میں ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۰ء میں تمام ترقی پذیر ملکوں پر امیر ملکوں کا مجموعی قرض ۲ء۷ ارب ڈالر تھا۔ اس میں اس وقت کا کل قرض اور جمع شدہ سود دونوں شامل تھے۔ ۳۰ سال میں یہ قرض ۲ء۷ ارب سے بڑھ کر ۲۵۲۷ء۵ ارب ڈالر ہو گیا ہے' جب کہ اس پورے عرصے میں یہ ممالک قرض کی اقساط بھی ادا کرتے رہے ہیں۔ ۳۰ سال میں یہ اضافہ ۳۵ گنا ہے۔ آج کا قرضہ ان ممالک کی کل قومی پیداوار کے ۳۷ فی صد کے برابر ہو گیا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں ۲ء۷ ارب ڈالر کے کل قرضوں کے مقابلے میں ۱۹۹۰ء میں' یعنی ۲۰ سال کے بعد صرف سود اور ادائے قرض کی مد میں یہ ممالک ۱۴۳ء۸ ارب ڈالر سالانہ ادا کر رہے تھے جو اب سنہ ۲۰۰۰ء میں بڑھ کر ۳۹۸ء۹ ارب ڈالر ہو گیا ہے۔ گویا ۲۰ سال بعد اصل قرض سے ڈھائی گنا رقم صرف سالانہ سود ادا کرنے کی نذر ہو رہی تھی۔ ۲۰۰۰ء کے بارے میں یہ حقیقت بھی سامنے رہے کہ اس سال بیرونی امداد کے نام پر جو رقم تمام ترقی پذیر ملک وصول کر رہے تھے وہ صرف ۶۵ ارب ڈالر تھی' جب کہ اس سال جو سود اور ادائیگی قرض انھوں نے امیر ملکوں کو کیا وہ اس سے ۷ گنا زیادہ تھا' یعنی ۳۹۸ء۹ ارب ڈالر۔

کیا اس کے بعد بھی اس میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ سودی قرضوں کا نظام دراصل ایک نیا غلامی کا نظام ہے جس کے ذریعے امیر ملکوں نے غریب ملکوں کو اپنے شکنجے میں کس لیا ہے اور وہ ان کا خون چوس رہے ہیں۔

کل کے ساہوکار کو ہر کوئی نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اسے ظالم سمجھتا تھا مگر آج کا ساہوکار محسن بن کر آیا ہے' اور احسان جتا کر قرض لینے والے ملکوں کو لوٹ رہا ہے اور آہستہ آہستہ معاشی جال میں پھنسا کر ان کی سیاسی آزادی پر بھی اپنی گرفت مضبوط کرتا جا رہا ہے۔ جس معاشی ترقی کی خاطر قرض کا یہ سلسلہ چلا تھا' وہ ناپید ہے۔ افریقہ کے ممالک کی مجموعی پیداوار ان ۳۰ سالوں میں کم ہوئی ہے۔ غربت ہر جگہ بڑھی ہے۔ قرضوں کا بوجھ ہمالیہ صفت ہو

گیا ہے۔ ان ممالک کی اشیاے پیداوار کی قیمتیں گر رہی ہیں اور سود اور قرضوں کے بوجھ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سیاسی عدم استحکام بڑھ رہا ہے۔ کیا وہ وقت اب بھی نہیں آیا کہ سودی بنیاد پر قائم پوری معاشی حکمت عملی پر ازسرِنو غور ہو اور معاشی ترقی کا کوئی ایسا راستہ اختیار کیا جائے جو فی الحقیقت غربت و افلاس کو دُور کر سکے اور عوام کے لیے حقیقی خوش حالی ممکن ہو سکے۔

قارئین کرام کی خدمت میں

ترجمان القرآن کا جو شمارہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں آپ صوری اور معنوی دونوں اعتبار سے کچھ تبدیلیاں دیکھ رہے ہیں۔ آج سے ۷۰ برس پہلے ترجمان القرآن کا جو قد و قامت اس کے مؤسس مدیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ترتیب دیا تھا اس پورے عرصے میں اس پر قائم رہنے کی کوشش کی گئی۔ کاغذ اور فن طباعت نے اس زمانے میں جو بھی کروٹیں لیں ترجمان ان سے متاثر نہ ہوا۔ رسالے کا سائز وہی رہا' صفحات میں کمی اور اضافے کا سلسلہ ہوتا رہا۔ اب اس سلسلے میں ایک فیصلہ ناگزیر ہو گیا۔ جس سائز پر اب تک یہ شائع کیا جاتا رہا ہے اس میں کاغذ کی دستیابی کے علاوہ طباعت کی جدید سہولتوں کے حوالے سے بھی مشکلات پیش آ رہی تھیں۔ اس لیے ادارے نے طے کیا کہ سائز میں تبدیلی کر دی جائے لیکن مطالعے کے لوازمے کی مقدار کو نہ صرف باقی رکھنے بلکہ اس میں کچھ اضافہ کرنے کے لیے صفحات کو بڑھا دیا جائے۔ اس لیے اس شمارے کا سائز پہلے سے چھوٹا ہے اور ہر صفحے پر ۲۵ کے بجائے ۲۳ سطریں ہیں۔ ضخامت کے اعتبار سے ۸۸ صفحات کے بجائے ۱۱۲ صفحات پیش خدمت ہیں۔ اس طرح سابقہ قیمت پر ہی ۲۴ صفحات کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

ترجمان القرآن کے اشارات کا بھی ایک اپنا ہی آہنگ ہے۔ اس کی ابتدا سید مودودیؒ نے ۷۰ سال پہلے کی تھی اور پھر برادران محترم نعیم صدیقیؒ' عبدالحمید صدیقیؒ اور خرم مراد نے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے انداز میں اسے برقرار رکھا اور پروان چڑھایا۔ میں نے بھی